الدرس السابع عشر

سترھواں درس

صبره ﷺ

مثال صبر

آپ ﷺ کے صبر کی بات کریں تو آپ کی تو ساری ہی زندگی خود صبر کرنے، دوسروں کو صبر کی تلقین کرنے، خود جہاد کرنے اور دوسروں کو جہاد کی تلقین سے عبارت ہے۔ جب سے آپ پر پہلی آیت نازل ہوتی ہے اور زندگی کی آخری سانس تک آپ صبر کرتے رہے دوسروں کو صبر کا کہتے رہے اور مسلسل جد جہد کرتے رہے۔ نبوت ملتے ہی آپ ﷺ کو معلوم ہوگیا تھا کہ اس راستے میں انہیں مشکلات اور سختیوں کا سامنا رہے گا، جب پہلی دفعہ جبریل امین تشریف لائے، تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر جناب ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، تو جناب ورقہ نے آپ سے کہا: "اے کاش میں اس وقت زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو شہر سے نکال دے گی"، آپ ﷺ نے حیرانگی سے پوچھا: "کیا واقعی وہ مجھے نکال دیں گے؟" ورقہ نے کہا: "ہاں ہاں ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالی کا پیغام لے کر آیا ہے اس سے دشمنی رکھی گئی"۔ [بخاری ۳]۔ اس بنیاد پر آپ ﷺ نے ابتداء سے ہی اپنے آپ کو مشکلات برداشت کرنے کے لئے تیار کر لیا تھا، انہیں معلوم ہوگیا کہ تکلیفیں بھی آئیں گی، سازشیں بھی ہوں گی، اور دشمنی بھی ہوگی۔

آپ ﷺ کے صبر کی مثالیں تو بے شمار ہیں بس چند ایک ملاحظہ فرمالیں، جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں قریشیوں کو اپنے رب کا پیغام پہنچا رہے تھے تو اپنے خاندان، قوم اور اہل مکہ کی طرف سے آپ کو جسمانی تکلیفیں دی گئیں، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ بتائیں کہ مشرکوں نے آپ کے ساتھ جو شدید ترین معاملہ کیا ہو اُس کی تفصیلات کیا ہیں: تو انہوں نے بتایا: "نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا فرما رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط آگیا، اُس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر کس دی اور آپ کا گلا بُری طرح گھونٹ دیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے عقبہ کو کندھوں سے پکڑ کر دھکیلا اور اُسے آپ ﷺ سے دور کیا، اور فرمایا: کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ: "میرا رب اللہ ہے"۔ [بخاری ۸]۔

ایک دن آپ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز ادا کر رہے تھے ابو جہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، کسی نے دوسرے سے کہا: تم میں سے کوئی ہے جو فلاں کے اونٹ کی اوجھڑی لے آئے اور جب آپ ﷺ سجدے میں جائیں تو اُن کے اوپر رکھ دے، تو بدبخت ترین انسان اٹھا اور اوجھڑی لے آیا، اور دیکھتا رہا جب آپ سجدے میں گئے تو اُس نے اوجھڑی کو آپ کے کندھوں کے درمیان پیٹھ پر رکھ دیا، اس کے بعد وہ اس قدر ہنسے کہ لوٹ پوٹ ہوگئے، اور ادھر آپ ﷺ سجدے میں ہیں اور سر نہیں اٹھا سکتے، حتی کہ آپ کی بیٹی فاطمہ آئیں اور اوجھڑی کو آپ کی کمر مبارک سے ہٹایا۔

اس جسمانی تکلیف سے بھی زیادہ وہ نفسیاتی تکلیف تھی جو آپ کو پہنچائی جارہی تھی کہ آپ کی دعوت کو رد کر دیا گیا، آپ کو جھٹلایا گیا، آپ کو کاہن، شاعر، مجنون، اور جادوگر کہا گیا، یہ دعوی کیا گیا کہ جو آیات آپ تلاوت فرما رہے ہیں سب پرانے قصے کہانیاں ہیں، اسی طرح کی ایک بات ابو جہل نے بطور ٹھٹھا کہی تھی: "اے اللہ اگر یہی وہ حق ہے جو تیری طرف سے آیا ہے {ہم تو نہیں مانیں گے} البتہ تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھروں کی بارش کردے یا دوسری شکل میں کوئی سخت عذاب لے آ"۔

ادھر ابو لہب کا یہ حال تھا کہ جب بھی آپ کسی اجتماع میں دعوت دین دینے کے لئے جاتے وہ آپ کا پیچھا کرتا، آپ کو جھٹلاتا، اُن لوگوں کو آپ کی بات ماننے سے روکتا، دوسری طرف اُس کی بیوی ام جمیل لکڑیاں اور کانٹے اکٹھے کرتی اور آپ کے راستے میں ڈال دیتی۔

اور اُس وقت تو مشکلات اپنی انتہا کو پہنچ گئیں جب آپ کو ساتھیوں سمیت شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا۔ حتی کہ بھوک کی سختی کی وجہ سے درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہوگئے، اور غموں میں اُس وقت اور بھی اضافہ ہوگیا جب آپ کو اپنی خدیجہ جیسی عظیم بیوی کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا، خدیجہ مشکلات میں آپ کو تسلی دیتیں اور مددگار بنتیں، پھر چچا ابو طالب کی جدائی بھی آن پڑی جو ہمیشہ آپ کا سہارا بنتے اور آپ کی طرف سے دفاع کرتے اور اس لئے بھی جدائی کا غم شدید تھا کہ اُن کی موت کفر پر ہوئی تھی۔ آپ کو متعدد مرتبہ قتل کرنے کی کوشش کی گئی مجبوراً آپ کو شہر چھوڑ کر جانا پڑا۔ ادھر مدینہ منورہ آکے بھی صبر اور قربانیوں کا سلسلہ چلتا رہا اور ایسی زندگی تھی جس میں مسلسل محنت اور مشکلات تھیں، حتی کہ آپ نے بھوک اور محتاجی کی زندگی گذار دی اور پیٹ پر پتھر باندھے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: مجھے اللہ کے راستے میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی دوسرے کو نہیں ڈرایا گیا، اور مجھے اللہ کی خاطر اس قدر کی تکلیف دی گئی ہے کہ کسی دوسرے کو اس قدر تکلیف نہیں دی گئی، مجھ پر تیس دن رات ایسے بھی گذرے ہیں کہ میرے اور بلال کے کھانے کے لئے کوئی ایسی چیز نہ تھی جس پر کوئی جاندار گذارہ کرسکے، بس اتنا معمولی سا ہوتا تھا جو بلال کی بغل میں آجاتا۔ [ابن ۱۵۱، ترمذی ۲۴۷۲، شیخ البانی نے صحیح کہا ہے]۔

آپ ﷺ کی عزت پر بھی تہمت لگائی گئی، منافقوں اور جاہل بدوں کی طرف سے تکلیف دی گئی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے کچھ تقسیم کیا، تو ایک انصاری نے کہا: کہ محمد نے اس موقع پر انصاف نہیں کیا، عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں: میں نے آکر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ کا چہرہ بدل گیا، اور فرمایا: اللہ تعالی موسی علیہ السلام پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی پھر بھی انہوں نے صبر کیا۔ [بخاری ۳۴۰۵]۔

جن جن موقعوں پر آپ ﷺ نے صبر سے کام لیا ان میں آپ کے نرینہ بچوں اور بیٹیوں کی وفات ہے، آپ کے سات بچے تھے۔ ایک کے بعد ایک مرتا گیا جن میں صرف ایک حضرت فاطمہ بچی تھیں، آپ ﷺ نے مشکلات پر کبھی کمزوری نہیں دکھائی، اور نہ گھبرائے بلکہ صبر جمیل سے کام لیا، جس دن آپ کے بیٹے ابراہیم کی وفات ہوئی تو فرمایا: "آنکھ اشک بار ہے، دل غمگیں ہے، البتہ ہم وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی رہے۔ اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے بہت غمگیں ہیں"۔ [بخاری ۱۲۴۱]۔

اللہ تعالی کی اطاعت بھی جم کر کرتے تھے، اس لئے کہ اللہ تعالی نے اس کا حکم دیا تھا۔ آپ عبادت اور اطاعت گذاری میں خوب ریاضت کرتے حتی کہ لمبے لمبے قیام کی وجہ سے آپ کے قدم مبارک پھٹ جاتے، کثرت سے روزے رکھتے، ذکر کرتے، اور عبادت میں کافی وقت خرچ کرتے آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: : "کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟'۔ [بخاری ۱۰۷۸]۔